# پاکستان میں دو صیہونی ایجنٹ دریافت ہو گئے

[02/12/2019](https://www.humsub.com.pk/285988/abu-nail-16/)

ہم سب

[ابو نائل](https://www.humsub.com.pk/author/dr-mirza-sultan-ahmed/)

پاکستان کے بہت سے مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ جب کسی کو بغیر کسی ثبوت کے برا بھلا کہنا ہو تو اسے انگریزوں کا وفادار یا امریکہ کا پٹھو یا صیہونی ایجنٹ قرار دے دیا جاتا ہے۔ جس کسی نے کسی محنت کے بغیر ایک سنسنی خیز انکشاف کا سہرا اپنے سر سجانا ہو وہ اس نسخے کو ضرور آزماتا ہے۔ بالعموم لوگ ایسے الزام کا ثبوت نہیں مانگتے۔ اگر کوئی ثبوت مانگنے کی جسارت کرے یا اس کی تردید کرے تو کوئی مسئلہ نہیں، اسے بھی کسی کا ایجنٹ قرار دے دو۔ نہ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی اور رنگ بھی آئے چوکھا۔

چند روز پہلے ویب سائٹ ”مکالمہ“ پر آصف جیلانی صاحب کا ایک مضمون ”پاکستان کے صیہونی“ کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس میں پاکستان کے سابق وزیر ِ اعظم فیروز خان نون صاحب اور پاکستان کے پہلے وزیر ِ خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے متعلق بہت سے سنسنی خیز انکشافات کیے گئے ہیں۔ اور پڑھنے والوں کو یقین دلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ دونوں اسرائیل اور صیہونیت کے حامی تھے۔ اس مضمون میں بغیر کسی ثبوت یا حوالے کے اتنے انکشافات کیے گئے ہیں کہ ایک کالم میں ان پر تبصرہ ممکن نہیں ہے۔ لیکن پہلے اس بات کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ کالم نگارجن موضوعات پر تبصرہ کر رہے ہیں، کیا اُن کے بارے میں انہوں نے بنیادی معلومات حاصل کرنے کا تکلف بھی کیا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ اگر کسی شخص کو کسی موضوع کے بارے میں بنیادی معلومات بھی حاصل نہیں تو وہ اس موضوع پر کوئی نیا انکشاف کیا کرے گا؟

آصف جیلانی صاحب اپنے کالم میں تحریر کرتے ہیں

” بلا شبہ سر ظفر اللہ خان نے اقوام متحدہ میں فلسطین اور عرب کاذ کی جس پر زور انداز سے وکالت کی تھی اس پر انہوں نے عرب ممالک میں مقبولیت حاصل کر لی تھی اور اسی بنیاد پر برطانوی راج نے انہیں ہندوستان کی فیڈرل کورٹ کا جج مقرر کیا تھا۔ “

حقیقت یہ ہے کہ قائد ِ اعظم نے پاکستان بننے کے بعد چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو اقوام متحدہ کے اُ س اجلاس میں پاکستان کا نمائندہ بنا کر بھجوایا تھا، جس اجلاس میں فلسطین کا مسئلہ پیش ہو رہا تھا۔ اور اس اجلاس میں انہوں نے عربوں کا موقف بھرپور انداز میں پیش کیا تھا اور اسرائیل کے قیام کی مخالفت میں تقاریر کی تھیں۔ اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ہندوستان کی فیڈرل کورٹ کے جج آزادی سے کئی سال قبل بنے تھے اور آزادی سے قبل وہ اس عہدہ سے استعفیٰ دے چکے تھے۔ جب چوہدری صاحب نے اقوام ِ متحدہ میں عربوں کا موقف پیش کیا تھا اس سے قبل ہندوستان میں برطانوی راج ختم ہو چکا تھا۔ یہ بات خلاف ِ عقل ہے کہ اس کے بعد اور اس کے نتیجہ میں چوہدری صاحب کو برطانوی حکمرانوں نے ہندوستان کی فیڈرل کورٹ کا جج مقرر کر دیا تھا۔

یہ عجیب انکشاف کیا کم تھا کہ آصف جیلانی سے نے ایک اور انکشاف ان الفاظ میں کیا

” 29 نومبر 1947 کو فلسطین کی تقسیم کے بارے میں اقوام متحدہ میں قرارداد کی منظوری کے بعد سر ظفر اللہ نے دمشق میں وائزمین سے ملاقات میں کہا کہ پاکستان کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے انہوں نے فلسطین کی تقسیم کی شدید مخالفت کی تھی لیکن اب ان کی رائے بدل گئی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ فلسطین کی تقسیم ہی فلسطین کے مسئلے کا مناسب حل ہے دوسرے لفظوں میں ان کا کہنا تھا کہ وہ اسرائیل کے قیام کے حامی ہیں۔“ [وائز مین اسرائیل کے پہلے صدر تھے ]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آصف جیلانی صاحب کو اس بارے میں بنیادی حقائق کا علم نہیں ہے۔ وہ لکھ رہے ہیں کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے پاکستان کے وزیر ِ خارجہ کی حیثیث سے اقوام ِ متحدہ میں اسرائیل بننے کی مخالفت کی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ جب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اقوام ِ متحدہ میں اسرائیل کے قیام اور فلسطین کی تقسیم کے مخالفت کی تھی، اس وقت وہ پاکستان کے وزیر ِ خارجہ ہی نہیں تھے۔ اس وقت وہ اقوام متحدہ میں پاکستان کے نمائندے کی حیثیث سے شرکت کر رہے تھے۔ یہ بحث نومبر 1947 کے آخر میں ختم ہو گئی تھی اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب 25 دسمبر 1947 کو پاکستان کے پہلے وزیر ِ خارجہ مقرر ہوئے تھے۔

ذرا ٹھہریں ابھی یہ بوالعجبی ختم نہیں ہوئی۔ مکرم آصف جیلانی صاحب کو شاید یہ علم ہو کہ دمشق شام کا شہر ہے بلکہ دارالحکومت ہے۔ جب اقوام ِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اسرائیل کے قیام کی قرارداد منظور کر لی تو اس کے فوراً بعد شام اور دوسرے ممالک نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ اور 1948 میں اسرائیل کے قیام کے اعلان کے فوری بعد ان عرب ممالک نے اسرائیل پر حملہ بھی کر دیا تھا۔ ویزمین دہائیوں سے صیہونی لیڈر تھے اور اسرائیل کے پہلے صدر بھی بنے۔

اقوام ِ متحدہ کی قرارداد کے بعد ان کے لئے ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ دمشق جا کر کسی سے مذاکرات کریں۔ یہ تو اسی طرح جیسے کوئی گپ مارے کہ 1965 کی جنگ کے دوران صدر ایوب دہلی میں اور وزیر ِاعظم شاستری پاکستان کے کسی شہر میں مذاکرات کر رہے تھے۔ ابھی بھی تسلی نہیں ہوئی تو ویز مین صاحب کی سوانح حیات Chaim Weizmann A Biography by Several Hands انٹر نیٹ پر موجود ہے۔ اس کا پیش لفظ بھی اسرائیل کے پہلے وزیر ِ اعظم بن گورین نے لکھا تھا۔

اس کو دیکھ کر معلوم کیا جا سکتا ہے ویز مین اقوام ِ متحدہ کی قرارداد کے بعد دمشق نہیں گئے تھے اور نہ ہی یہ ان کے لئے ممکن تھا۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اپنی خود نوشت سوانح حیات ”تحدیث ِ نعمت“ میں لکھا ہے کہ اقوام ِ متحدہ کی قرارداد کے بعد شام کے وفد کے سربراہ فورس خوری صاحب نے ان سے درخواست کی تھی کہ پاکستان واپس جاتے ہوئے وہ دمشق دو دن ٹھہر جائیں اور کچھ تفصیلات شام اور دیگر عرب ممالک کے نمائندوں کو بتادیں۔ چنانچہ جب چوہدری صاحب دمشق پہنچے تو شام سربراہ شکری القوتلی صاحب نے آزاد عرب ممالک کے سیکٹریان خارجہ کا اجلاس دمشق میں طلب کیا ہوا تھا۔ اور اس اجلاس میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ان عرب نمائندوں کو کچھ تفاصیل سے آگاہ کیا تھا۔

اس کے بعد آصف جیلانی صاحب یہ انکشاف کرتے ہیں :

”لیاقت علی خان کے بعد سر ظفر اللہ کی کوششوں سے پاکستان 1954 میں مغربی فوجی معاہدوں میں شامل ہوا تھا۔ “

مغربی طاقتوں کا یہ فوجی معاہدہ سیٹو کے نام سے معروف ہے۔ پڑھنے والوں کو یہ جان کر حیرت ہو گی کہ جب تک چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پاکستان کے وزیر ِ خارجہ رہے پاکستان نہ اس تنظیم کا ممبر بنا اور نہ اس کا ممبر بننے پر کسی رضامندی کا اظہار کیا۔ اس معاہدے کے خدو خال طے کرنے کے لئے 1954 میں منیلا میں ایک کانفرنس بلائی گئی تھی۔ اس سے قبل چوہدری ظفر اللہ خان صاحب استعفیٰ دے چکے تھے لیکن وزیر ِ اعظم نے یہ اصرار کیا تھا کہ وہ اس کانفرنس میں پاکستان کی نمائندگی کریں۔ چوہدری صاحب نے اس نوٹ پر دستخط کیے گئے تھے کہ یہ معاہدہ حکومت ِ پاکستان کو بھجوایا جائے گا تاکہ وہ اپنے آئین کے مطابق اس بارے میں فیصلہ کرے۔ پاکستان نے اس معاہدے میں شامل ہونے کا اعلان 19 جنوری 1955 کو کیا تھا اور اس سے قبل چوہدری ظفر اللہ خان وزارت ِ خارجہ کا قلمدان چھوڑ چکے تھے۔

<https://www.humsub.com.pk/285988/abu-nail-16/>

## مسئلہ فلسطین اور چوہدری ظفراللہ خان۔۔۔راشد احمد

 [راشداحمد](https://www.mukaalma.com/author/RashidAhmed/)

2 December 2019ء

مؤرخہ 28نومبر کو مکالمہ پہ آصف جیلانی صاحب کا مضمون ’’[پاکستان کے صیہونی](https://www.mukaalma.com/84176/)‘‘ شائع ہوا جس میں علاوہ دیگر باتوں کے موصوف نے فرمایا کہ چوہدری ظفراللہ خان صاحب اسرائیل کے قیام کے حامی ،اسرائیل نواز ،برطانوی راج کے وفادار اور اسرائیلی خفیہ ایجنسی سے رابطے میں تھے۔یہ کچھ لکھنے سے قبل صاحب مضمون نے اس امر کا تذکرہ شاید غلطی سے کردیا  ہے کہ  سرظفراللہ خان نے  فلسطین اور عرب کاز کی پرزور وکالت کی تھی اور عرب دنیا میں مقبول ہوگئے تھے۔دیگر بے حوالہ باتوں کو چھوڑتے ہوئے فلسطین سے متعلق صاحب مضمون کے اعتراضات کا جائزہ لیتے ہیں۔جیلانی صاحب کے بقول:

 چوہدری ظفراللہ خان صاحب اسرائیل نواز تھے۔

  یہودی خفیہ ایجنسی نے چوہدری صاحب کے دورہ فلسطین کا انتظام کیا تھا۔

  چوہدری صاحب اسرائیل کے قیام کے حامی تھے۔

  کہا جاتا ہے کہ اقوام متحدہ میں اسرائیلی مندوب سے ان کے بڑے گہرے تعلقات تھے اور اسرائیل انہیں اپنا قریبی اور بھروسے والا حمایتی تصو ر کرتا تھا۔

جس تحقیقی مضمون میں  برٹش لائبریری سے ریسرچ  کا تذکرہ ہو اور سند میں محض ’’کہا جاتا ہے‘‘ کے علاوہ کوئی قابل ذکر  حوالہ نہ ہو  اس مضمون کی ثقاہت پہ کیا تبصرہ کیا جائے۔۔مضمون نگار کو اپنی کہی ہوئی بات کے  تضاد کا بھی خیال نہیں رہا۔ایک ہی سانس میں یہ دعویٰ  کہ فلسطین کے لیے چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی گراں قدر خدمات کے عوض عرب دنیا  میں  انہیں بہت مقبولیت حاصل ہوگئی تھی اور چوہدری صاحب اسرائیل نواز تھے،ایک ’’محقق‘‘ ہی کو روا ہے۔

جیلانی صاحب کے بقول چوہدری صاحب نے اقوام متحدہ میں فلسطین کا کیس پاکستانی وزیرخارجہ کے حیثیت سے لڑا تھا اور  فلسطین کی حمایت کی تھی اور بعدازاں یہودی خفیہ ایجنسی کے سربراہ کو لکھا کہ اب میری رائے تبدیل ہوگئی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے جب فلسطین کا کیس لڑا  اس وقت ابھی ان کا تقرر بطور وزیر خارجہ کے نہیں ہوا تھا۔نیویارک سے واپسی پہ قائداعظم نے انہیں وزارت خارجہ کا قلمدان سونپا تھا۔اقوام متحدہ میں چوہدری صاحب پاکستانی وفد کے نمائندے کی حیثیت سے پیش ہوئے تھے اور جس طرح فلسطین کا کیس چوہدری صاحب نے لڑا اس کا اقرار تو خود صاحب مضمون کو بھی ہے۔چوہدری صاحب نے بغیر کسی لگی لپٹی کے اقوام عالم کو عربوں سے کئے ہوئے وعدے یاد دلائے اور  وعدہ خلافی کی صورت  آئندہ کی ممکنہ صورت حال سے بھی آگاہ کیا۔عرب نمائندے  لایعنی دلائل سے فلسطین کا کیس بگاڑتے رہے لیکن  چوہدری صاحب نے جس دلیری،دلائل اور منطق سے فلسطین کا کیس لڑا س پہ عرب نمائندگان کو بھی حیرت تھی۔چند دن قبل ہی اقوام متحدہ کا رکن بننے والے ملک کا نمائندہ اقوام عالم کو ان کی وعدہ خلافیوں پہ موردالزام ٹھہرا رہا تھا۔جیلانی صاحب سے گزارش ہے کہ آئندہ افسانہ لکھتے ہوئے بھی کم ازکم حقائق کو ایک دفعہ دیکھ لیا کیجیے۔اس وقت پاکستان کے وزیر خارجہ کا  قلمدان لیاقت علی خان صاحب کے پاس تھا۔انہوں نے اگر اسرائیل کو تسلیم کرنے کی کوئی بات کی ہو تو اس پہ خامہ فرسائی کیجیے،چوہدری ظفراللہ خان صاحب بہرحال اس وقت وزیرخارجہ نہیں تھے۔چوہدری محمد علی  اپنی کتاب(Emergence of Pakistan) میں لکھتے ہیں:

**’’مسلم دنیا کاکی آزادی،قوت،خوشحالی اور اتحاد کے لیے زبردست جدوجہد کرنا پاکستان کی خارجہ پالیسی کا  ایک مستقل مقصد رہا ہے۔حکومت پاکستان کا ایک اولین اقدام یہ تھا کہ  مشرق وسطی کے ممالک میں  ایک خیرسگالی وفد بھجوایا گیا۔پاکستان نے فلسطین میں عربوں کے حقوق کو  اپنا مقصد قرار دیا اور اقوام متحد ہ میں اس نصب العین کی خاطر پاکستان کے وزیر خارجہ ظفراللہ خان سے بڑھ کر کوئی فصیح ترجمان نہیں تھا۔پاکستان اسرائیل کو تسلیم نہ کرنے کی پالیسی پہ مستقل گامزن ہے۔‘‘**

(Emergence of Pakistan p380)

جیلانی صاحب کے بقول 1945 میں  یہودی خفیہ ایجنسی کے سربراہ نے چوہدری صاحب کے  دورہ فلسطین کا انتظام کیا تھا اور اس کے بعدان کی  رائے بدل گئی  اور اسرائیل کے قیام کے حامی ہوگئے۔حقیقت یہ ہے کہ چوہدری صاحب  نے لندن میں برطانوی حکومت  کے اہلکاروں سے ملاقاتوں میں انہیں اس امر کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی کہ فلسطین میں غیر عرب یہودی کثرت سے زمینیں خرید رہے ہیں،نہ صرف یہودی بلکہ عرب اراضیات بتدریج صیہونی ایجنسی کی ملکیت اور تصرف میں منتقل ہورہی ہیں،اس پہ پابندی لگائی جائے۔چوہدری صاحب نے وزیر ہند ’سر سموئیل ہورسے‘ سے اس معاملہ میں بات کی اور پھر وزیرنوآبادیات سے میٹنگ میں  انہیں ’’پنجاب  انتقال اراضی ایکٹ‘‘ کی مثال  دے کر سمجھایا کہ غیر ارب یہودیوں کو قانوناً فلسطین میں زمین کی خریداری سے روک دیا جائے ورنہ عربوں کی حالت دن بہ دن کمزور ہوتی جائے گی اور اس صورت حال کی ساری ذمہ داری حکومت برطانیہ پر ہوگی۔ایک طرف چوہدری صاحب ذاتی حیثیت میں فلسطینیوں کے حق میں وہاں کے وزرا ءسے ملاقاتیں کرکے انہیں یہودیوں کو ہتھکنڈوں سے باز رکھنے کی کوشش میں سرگرم عمل تھے،لیکن جیلانی صاحب جیسے ’’محققین‘‘ کے نزدیک چوہدری صاحب اسرائیل کے قیام کے حامی تھے۔لندن سے واپسی پہ چوہدری صاحب  قاہرہ،بیروت،دمشق،حیفہ اور کبابیر سے ہوتے ہوئے یروشلم گئے اور یہ سفر انہوں نے   بعض عرب دوستوں کی معیت میں ہی کیا۔یہ سفر جیلانی صاحب جسے چھ روزہ قرار دینے پہ مصر ہیں تین روزہ تھا۔اس دورہ کے اختتام پہ  چوہدری صاحب فکرمند اور اداس تھے۔اس سفر کا احوال چوہدری صاحب نے اپنی خود نوشت ’’تحدیث نعمت‘‘ میں  درج کیا ہے  جو بہت فکر انگیز اور عبرت آموز ہے۔مقامی عرب مسلمان بھی دھڑا دھڑ اپنی زمینیں یہودیوں کو فروخت کر رہے تھے۔مشاہیر اسلام نے انہیں اس عمل پہ بھی خبردار بھی کیا تھا کہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا،لیکن یہ سلسلہ چلتا رہا اور بالآخر امریکہ کی مداخلت اور برطانیہ کی وعدہ خلافی کی وجہ سے اسرائیل  کے قیام  کی راہ ہموار ہوگئی۔چوہدری صاحب کا یہ دورہ 1945 میں ہوا تھا۔اگر اس دورہ کے بعد جیلانی صاحب کے بقول  چوہدری صاحب کی رائے بدل گئی تھی تو پھر اس دورہ کے دو برس بعد چوہدری صاحب نے کیوں فلسطین کی بھرپور حمایت کی اور قیام اسرائیل کی شدید مخالفت کی؟۔۔جس دورہ کے بعد رائے بدلنے  کی بات ہورہی ہے اس  دورہ کے بعد ہی تو اصل میں چوہدری صاحب نے فلسطین کا کیس لڑا تھا اور عرب دنیا کے ہیرو بنے تھے۔رائے تبدیل ہوتی تو معاملہ الٹ ہونا چاہیے  تھا۔

جہاں تک اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات ہے تو یہ حکومت پاکستان کا معاملہ تھا اور وہی اس پہ کوئی فیصلہ کرسکتی تھی۔کسی بھی ملک کا وزیر خارجہ کسی دوسرے ملک کو تسلیم کرنے کا اختیار نہیں رکھتا،اس میں پوری ریاست شامل ہوتی ہے۔کہا جاتا ہے کہ 1948 میں اسرائیل کے ہونے والے صدر’’وائزمین‘‘ نے رابطہ کیا تھا اور باہم مل کر پیش آمدہ مسائل سے نبٹنے کی تجویز پیش کی تھی  لیکن یہ معاملہ آگے نہیں بڑھ سکا تھا۔یہ بھی حقیقت ہے کہ اسرائیل کو اس وقت ایران اور ترکی جیسے ممالک نے تسلیم کیا ہوا تھا بلکہ ترکی اور مصر وغیرہ تو آج بھی اسرائیل کو تسلیم کیے ہوئے ہیں۔جب خود مسلمان ممالک ہی اسرائیل کو تسلیم کر رہے تھے تو چوہدری ظفراللہ خان  جنہوں نے فلسطین کے کیس میں نئی روح پھونک دی تھی کو صیہونیت کا طعنہ دینا غلط ہے۔

سرظفراللہ خان کی فلسطین کے حق میں کوششیں اور کاوشیں مخالفین کو بھی  تسلیم ہیں۔ اقوام عالم کی  منافقت اور وعدہ خلافیوں کی وجہ سے جب اسرائیلی ریاست کا قیام عمل میں آگیا  اور امریکہ جیسا ملک اس کی پشت پناہی میں مصروف تھا تب بھی مسلمانوں کو چوہدری ظفراللہ خان کی رہنمائی میسر تھی۔اسی باعث چوہدری ظفراللہ خان نے اقوام متحدہ سے  واپسی کے سفر میں شامی وفد کے سربراہ کی درخواست پہ دمشق میں تین دن قیام کیا تاکہ  عرب  حکومتوں کے نمائندوں کو اصل صورت حال سے آگاہ کیا جاسکے۔ان نمائندوں کی طرف سے اسرائیل سے جنگ کرنے کے سوال پہ  چوہدری صاحب نےانہیں اس طرف توجہ دلائی کہ اسرائیل کے لیے سمندر کھلا ہوگا اور امریکہ کا مالدار یہودی طبقہ اسرائیل کی ہر ممکنہ امداد کرے گا اور اسرائیل کی جنگی تیاری آپ کے اندازوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔بعد کے واقعات نے ثابت کردیا کہ چوہدری صاحب کی رائے کس قدر حقیقت پسندانہ اور سچی تھی۔عرب ممالک نے  متعدد دفعہ اسرائیل سے جنگ کی اور ہر دفعہ  نقصان اٹھایا۔

کیا صیہونیت کے ایجنٹ ایسے ہوتے ہیں جو پہلے اقوام متحدہ میں ان کے خلاف کیس لڑیں اور پھر ان کی جنگی تیاریوں سے ان کے دشمنوں کو آگاہ کریں؟جیلانی صاحب!حقیقت یہ ہے کہ آپ نے محض سنی سنائی پہ بھروسا کرتے ہوئے چوہدری صاحب   پہ الزام لگایا ہے۔اگر تھوڑی سی کشٹ اٹھا کے اس وقت کےاخبارات  ہی برٹش لائبریری سے نکال کر دیکھ لیتے تو آپ کو حقیقت حال معلوم ہوجاتی۔اقوام متحدہ میں چوہدری صاحب نے اپنی تقریر ان  الفاظ میں ختم کی

**I beg you. I implore you. Entreat you not to destroy your credit in Arab countries. Tomorrow you may need their friendship but you will never get it.**

مغربی طاقتوں کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر فلسطین کا کیس لڑنے والا آج جیلانی صاحب کے نزدیک صیہونی ہے ۔مقامِ حیرت ہے۔

<https://www.mukaalma.com/84582/?fbclid=IwAR14q1dDgrJ8YAvT1_ml8xMYLM1ePrtYUM6AZTJSoD-Ca7TFmkw6-d3o6hA>

[**Abdus Salam in China**](https://www.dawn.com/news/1519654/abdus-salam-in-china)

[Pervez Hoodbhoy](https://www.dawn.com/authors/2286/pervez-hoodbhoy)

November 30, 2019

THE DAILY DAWN

The writer teaches physics in Lahore and Islamabad.

**PUBLIC interest in Abdus Salam, Pakistan’s legendary theoretical physicist, has surged with the worldwide release of Salam, The First \*\*\*\*\*\* Nobel Laureate, a Netflix documentary. While the movie dwells on his scientific achievements — and even more upon his deep personal disappointments — absent is any mention of his numerous missions to China. The makers of the movie cannot be blamed. Until now, this aspect of his life was largely unknown to even those of his colleagues who knew him well.**

[*I was born a Pakistani and I’ll die a Pakistani: Abdus Salam*](https://herald.dawn.com/news/1153774)

But two Chinese physicists, Jinghan Sun and Xiaodong Yin, have just lifted the curtain. Their [paper](http://www.cnki.com.cn/Article/CJFDTotal-ZRBT201903015.htm), titled Abdus Salam and China — A View on Salam’s Influence on China’s Science Development Based on His Six Visits to China was published from Beijing in March 2019 in a Chinese language journal. It draws upon transcripts of various meetings held at the Chinese Academy of Sciences. My Chinese physicist friends have kindly translated some parts into English, to be dwelt upon below.

The Sun-Yin paper reveals Salam’s effort to seek China’s help for Pakistan’s nuclear weapon programme. This goes some way towards answering: what was Salam’s role in Pakistan’s bomb project? His many enemies allege he played no role while others claim he spilled Pakistan’s nuclear secrets over to America, Israel, and India. On the other hand, his admirers insist Salam was a man of peace who never wanted nuclear weapons. Where’s the truth?

*Dr Abdus Salam’s role in seeking China’s help for Pakistan’s atomic bomb has just been revealed.*

The facts are now before us: Salam, already an academic superstar in the 1950s, visited China six times and met the highest Chinese leaders. On his first trip in March 1958, Salam accompanied President Ayub Khan as his scientific adviser and had a one-on-one meeting with Chinese Premier Zhou Enlai. The two formed a personal bond. At Zhou’s invitation, Salam visited China again in 1959 for a conference. China was not yet a nuclear power and Ayub Khan had no interest in nuclear weapons.

Things changed drastically after East Pakistan separated on Dec 16, 1971. Barely six weeks later, on Jan 20, 1972, had President Zulfikar Ali Bhutto convened a meeting of Pakistani scientists in Multan. An emotional Bhutto exhorted them to make an atomic bomb, a desire he had first articulated in 1965. Salam was present and also spoke.

From Sun-Yin we learn that subsequently Bhutto sent Salam to China in 1972 to seek China’s help with nuclear weapons technology. On page 120 the authors say that Salam emphasised his third trip was “not an ordinary visit”. In his meeting with Zhou on the evening of Sept 5, 1972, Salam made his upfront request for nuclear assistance.

Zhou’s recorded reply was circumspect: “The (Chinese) Academy of Sciences needs to study this carefully and make preparations. We will send some people over to you for experiences and technology.” It is unclear if the authors are inserting their own opinion when they write: “Salam did not accomplish his objective … although China was very hospitable, it was also extremely cautious.”

But a [recent article](https://supchina.com/2019/10/30/the-holy-and-the-broken/) by Dr Yangyang Cheng of Cornell University emphasises that two months after Salam’s visit a Chinese team led by Jiang Shengjie attended the opening ceremony of KANUPP, the Canadian nuclear power plant gifted to Pakistan. A chemist and nuclear engineer, Jiang played an important role in the Chinese nuclear weapons programme and was deputy director of the Atomic Energy Institute in Beijing.

Salam took on the bomb project but didn’t get into design details — the physics of nuclear implosions was old hat and he was busy chasing bigger fish. So in late September 1972 he summoned his former student Riazuddin (died 2013) to his office at the ICTP in Trieste, Italy. Riazuddin, my senior colleague, had founded the physics department at Quaid-e-Azam University and was intellectually well equipped for the task.

Salam instructed Riazuddin to create a group of theoreticians for understanding the physics of nuclear implosions. PAEC chairman Munir Ahmad Khan, with whom Salam had a warm relationship, agreed. Riazuddin — who received the prestigious Hilal-i-Pakistan after the 1998 nuclear tests — dutifully obeyed. How it all worked out can be found in Riazuddin’s memoirs, to be published soon.

Were inputs from Riazuddin’s group important? The Americans claim Pakistan possessed detailed blueprints of the nuclear weapons China had tested in the 1960s. One set was confiscated in 2004 from the ship BBC Cargo intercepted on route to Libya. Other nuclear materials sold by Dr A.Q. Khan were also captured. Gen Musharraf had subsequently ordered Dr. A.Q. Khan to apologise on PTV.

But even if Pakistan had these blueprints, they would have been useless without a sound understanding of the underlying theoretical principles — Libyans possessing the same blueprints could do nothing with them. For Pakistan a design template together with physics knowledge made the task much easier. The second step — tuning weapons for different yields and creating different warhead options — is then a relatively small increment.

That Salam palmed off Pakistan’s nuclear secrets to other countries is a flat lie created by those very persons who were actually into this business and were thereafter exposed. He was not involved in the bomb’s development work (except in a broad sense) and knew no technical secrets.

**Nevertheless, Salam was in for a big shock; 1974 turned his life upside down. He was devastated when his Ahmadi community was declared non-Muslim by Bhutto’s government. Earlier it was possible to be an Ahmadi as well as a Pakistani nationalist. Although Salam tried valiantly to remain both, his attitude towards the atomic bomb did gradually change. Eventually, he saw it as an existential threat to humankind.**

To end on a side note: among my life’s countless regrets, major and minor, is that I never summoned the courage to engage with Salam on the bomb issue. From 1984, continuing until two to three years before his death in 1996, he and I had intermittently discussed many issues — social, political, and scientific — but never this. Did he regret his earlier involvement? He was certainly aware that I often spoke and wrote against all nuclear weapons (including Pakistan’s). Though I suspected Salam’s feelings had changed, I felt myself too junior to ask.

*The writer teaches physics in Lahore and Islamabad.*

*Published in Dawn, November 30th, 2019*

<https://www.dawn.com/news/1519654/abdus-salam-in-china>